عظمت امام حسین علیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عظمت امام حسین علیہ السلام

قرآن اور احادیث کی روشنی میں

ازقلم: سیدبہادرعلی زیدی

امام حسین   مصداق طہارت

آیۂ تطہیر:

﴿إنّما يُريدُ اللّٰه لِيُذهبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهلَ البَيْتِ وَ يُطَهرَكُمْ تَطْهيراً﴾۔(1)

شیعہ اور اہل سنت کی متواتر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ عالم خلقت کی ممتاز شخصیات کے زیرا کساء، مقدس اجتماع کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یہ آیت اور اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث حضرت امام حسین کی عصمت و جلالت اور بلندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آیہ تطہیرصرف اہل بیت(ع) عصمت و طہارت، اصحاب کساء یعنی پیغمبر اسلام، حضرت علی، حضرت فاطمہ زہرا، امام حسن اور امام حسین(ع) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

شیعہ و سنی مصادر میں مختلف طرق سے وارد ہونے والی روایات ہمارے اس دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں۔ یہ روایات امّہات المؤمنین، صحابہ و تابعین اور ائمہ(ع) سے نقل کی گئی ہیں(2)جنہیں چار گروہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ روایات مکان نزول

٭ حاکم نیشاپوری مستدرک صحیحین میں رقمطراز ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ فِي بَيْتِي نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿إِنّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى فَاطِمَةَ وَ عَلِيٍّ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ...

فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي۔ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ إِنَّكِ لَعَلَى خَيْر وَ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي۔ اللَّهُمَّ أَهْلِي أَحَق۔

حاکم اس حدیث شریف کو بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح مانتے ہیں۔(3)

جناب امّ سلمه اس آیۂ کریمه کے محل نزول کو اپنا گھر بتاتے ہوئے کہتی ہیں که پیغمبر اکرم نے علی و فاطمه و حسن و حسین(ع) کو زیر کساء جمع کرکے دعا فرمائی اور میرے سوال کے جواب میں فرمایا که میرے اہل بیت(ع) بس یہی افراد ہیں۔

* حضرت عائشه کہتی ہیں: پیغمبر اسلام ایک دن بردیمانی کے ہمراہ تھے که امام حسن آئے پیغمبر( ) نے انہیں چادر میں لے لیا پھر امام حسین آئے وہ بھی چادر میں چلے گئے پھر علی و فاطمه(ع) بھی زیر کساء چلے گئے تو یه آیت نازل ہوئی ۔ (4)

"اوزاعی" شدّاد بن عبدالله سے روایت کرتے ہیں که جب دربار میں سر امام حسین لایا گیا تو ایک مرد شامی نے امام اور ان کے والد بزرگوار کی شان میں جسارت کرنا شروع کردی، یه دیکھ کر واثله بن اسقع کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم؛ میں نے دیکھا که پیغمبر اکرم ایک دن جناب امّ سلمه کے گھر تشریف فرما تھے که حسن آئے آپ ( ) نے انہیں اپنی آغوش میں بٹھایا پھر امام حسین آئے انہیں بھی اپنی آغوش میں بائیں طرف بٹھالیا، پھر فاطمه آئیں انہیں اپنے سامنے بٹھایا پھر علی کو بھی بلاکر اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: ﴿إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾۔ اس وقت سے میں علی فاطمه زہرا اور حسن و حسین(ع) سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔(5)

۲۔آیت کی تفسیر بیان کرنے والی روایات

* تفسیر طبری میں ابوسعید خدری سے اس طرح روایت کی گئی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي خَمْسَةٍ: فِيَّ وَ فِي عَلِيٍّ وَ حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ وَ فَاطِمَةَ...(6)

اس روایت میں سبب نزول آیه تطہیر صرف و صرف اصحاب کساء، انوار خمسه سے مختص ہے۔

* مجمع الزوائد میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے:

أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرَهُمْ تَطْهِيراً، وَ خَدّهم فِي يَدِهِ فَقَال: خَمْسَةٍ رَسُولِ اللَّهِ وَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْن۔(7)

اس روایت میں بھی سبب نزول آیت، اہل بیت(ع) ہی سے وابسته ہے اور آیت کے عینی و خارجی مضمون کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

* صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے نقل کیا گیا ہے که کیا زنان پیغمبر اہلبیت(ع) میں شمار ہوتی ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں:

لَا، وَ ايْمُ اللَّهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَ قَوْمِهَا، أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ وَ عَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِّمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَه۔(8)۔

اس روایت میں سرور کائنات کے مشہور صحابی زنان پیغمبر پر عنوان اہلبیت(ع) کے صادق آنے کی نفی کرتے ہیں۔

۳۔ نزول آیه تطہیر کے بعد آنحضرت کے عمل کو بیان کرنے والی روایات

جلال الدین سیوطی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

شهدت رسول الله تسعة اشهر يأتى كل يومٍ باب على بن ابى طالب عند وقت كل صلاة فيقول: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته اهل البيت، ﴿إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾(9)

اس روایت سے واضح ہے که سرکار رسالت، سرور کائنات نو ماہ تک روزانه بوقت نماز در خانۂ علی و بتول و

حسنین(ع) پر آتے اور با آواز بلند فرماتے: ﴿إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ ...﴾ اور اہل بیت(ع) کہہ کر سلام فرماتے تھے۔

٤۔ ائمہ و بعض صحابہ کا اس آیت کے ذریعہ احتجاج بیان کرنے والی روایات

طبری، ابن اثیر اور سیوطی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن الحسین (امام سجاد) نے امام و اسیران کربلا کی توہین کرنے والے مرد شامی سے فرمایا: اے شخص کیا تو نے سورہ احزاب کی اس آیت "إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ..." کو پڑھا ہے؟ کہا: کیوں نہیں؟ لیکن کیا آپ ہی اس کے مصداق ہیں؟ امام نے فرمایا: ہاں ہاں۔(10)

البتہ مذکورہ روایت دیگر مصادر میں کامل طور سے آئی ہے اور امام نے اس طرح جواب دیا ہے:

"نحن اهل البیت الذی خصصنا بآیة التطهیر۔"(11)

توجہ: اس موقع پر اس اہم نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرانا مناسب ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمام شیعہ علماء و دانشمند حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت تطہیر انوار خمسہ، اصحاب کساء کے بارے میں نازل ہوئی ہے بلکہ بعض منصف مزاج اہل سنت حضرات نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ امت اسلامی کا اتفاق ہے کہ یہ آیہ مبارکہ صرف و صرف اہل بیت(ع) عصمت و طہارت انوار خمسہ طیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ مثلاً:

١۔ علامہ بجتم آفندی:

"امت اسلامی کا اتفاق ہے کہ آیہ ﴿إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ﴾ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین(ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"(12)

٢۔ علامہ حضرمی:

"حدیث آیہ تطہیر حدیث صحیح و مشہور و مستفیض ہے جو معنی و مدلول کے اعتبار سے متواتر اور امت اسلامی کے نزدیک مورد اتفاق ہے۔"(13)

قرآن کریم کی روشنی میں امام حسین کا فرزند رسول ہونا

سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی کس آیت کی روشنی میں امام حسین فرزند رسول کہلائے جاتے ہیں؟

جواب: آیۂ مباہلہ ہی وہ آیت ہے جس کے ذریعے امام حسین فرزند رسول کہلائے جاتے ہیں۔ شیعہ مفسرین و محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہاں "أبناء نا" امام حسن و حسین(ع) سے مخصوص ہے۔ ورنہ پیغمبر اسلام کسی کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے۔ اور یہ بھی ناممکن تھا کہ پیغمبر اگر تنہا چلے جاتے یا حسنین کے علاوہ کسی اور کو لے جاتے اور دعا کرتے تو دعا قبول نہ ہوتی۔ بلکہ جب پیغمبر دعا کرتے تو یقیناً دعا قبول ہوتی اور سارے عیسائی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجاتے۔ لیکن پیغمبر شاید اسی حکمت کے تحت حضرات حسنینؑ کو لیکر جارہے تھے تاکہ آیت کے مطابق امام حسن اور امام حسین(ع) کا فرزند رسول ہونا بھی ثابت ہوجائے نہ فقط ثابت ہوجائے بلکہ انہی مقدس حضرات میں فرزندیت محدود ہوجائے اور پھر کوئی غیر، فرزند رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرسکے۔

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری کتاب شریف احقاق الحق میں فرماتے ہیں:

" اجمع المفسّرون علٰی أنَّ "أبناء نَا " اشارة اِلی الحسن والحسین ، و "نِسَاء نَا" اِلی فاطمة و "أنفسَنا" اشارَة اِلی علی ۔"

مفسّرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ "ابناء نا" سے مراد حسن و حسین(ع) ، "نساء نا" سے مراد فاطمہ زہرا اور "أنفسنا" سے مراد علی ابن ابی طالب(ع) ہیں۔

شہید کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر شیعہ و سنی مفسرین کا اجماع ہے۔ اس کے علاوہ شہید جلد سوم و نہم یعنی ملحقات احقاق الحق میں ایک سو پچاس سے زیادہ اہل سنت کی معروف کتب کے نام بیان

کرتے ہیں جن میں تفسیر فخر رازی جیسی مختلف راویوں سے روایات نقل کی گئی ہیں۔(14)
واحدی، کتاب اسباب النزول میں فخر رازی جیسی روایت نقل کرتے ہوئے شعبی سے نقل کرتے ہیں:
"أبناء نا: الحسن و الحسين، ونساء نا: فاطمة، و أنفسنا: علی ابن ابی طالب"(15)
"ابناء نا" سے مراد حسن و حسین ، "نساء نا" سے مراد فاطمہ زہرا اور "أنفسنا" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب(ع) ہیں۔

امام حسین مصداق ذوی القربی

آیۂ مودّت:

﴿قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾(16)
امام حسین کی عظمت و رفعت بیان کرنے والی آیات میں سے ایک یہ آیۂ کریمہ ہے۔
احمد بن حنبل اپنی "مسند" میں اور ابو نعیم حافظ، ثعلبی، طبرانی، حاکم نیشاپوری، رازی، شبراوی، ابن حجر، زمخشری، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، سیوطی اور دیگر علماء اہل سنت حضرات نے ابن عباس سے روایت کی ہے: جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی تو لوگ پیغمبر کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ ! آپ کے قرابت دار جن کی مودت ہم پر واجب قرار دی گئی ہے کون ہیں؟
سرورکائنات نے ارشاد فرمایا: علی وفاطمہ(ع) اور ان کے دونوں بیٹے۔(17)
شافعی کہتے ہیں:

يَا أهلَ البَيْتِ رَسُولِ اللّه حُبُّكُم
فَرَض مِنَ اللّه فی القرآن کریمِ أنْزَلَه
كَفَا كُمْ مِن عظیم القدر أَنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُم لَا صلواة لَه(18)

"اے اہل بیت رسول اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی محبت کو واجب قرار دیا ہے اور آپ کی قدر و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اگر نماز میں کوئی آپ پر صلوات نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوسکتی۔"

امام حسینؑ مصداق شہداء

﴿وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقًا﴾(19)
اور جو بھی اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جس پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہی بہترین رفیق ہیں۔
جناب امّ سلمہ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ”الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ" میں ہوں، ”الصِّدِّيقِينَ“ سے مراد علی ابن ابی طالب(ع) ، ”الشُّهَدَاء“ سے مراد حسن و حسین(ع) ، ”الصَّالِحِينَ“ سے مراد حمزہ اور ”حَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقًا“سے مراد میرے بعد بارہ امام ہیں۔(20)

امامت نسل امام حسین میں

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾(21)
اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دیدیا کہ شاید وہ لوگ خدا کی طرف پلٹ آئیں۔
ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:
”جَعَلَ الْإِمَامَةَ فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ تِسْعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَ مِنْهُمْ مَهْدِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ ثُمَّ قَالَ : لَوْ أَنَّ رَجُلًا

صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ مُبْغِضاً لِأَهلِ بَيْتِي دَخَلَ النَّارَ“۔(22)
پروردگار نے حسین کی نسل میں امامت کو قرار دیا ہے اور ان کے صلب سے نو امام آئیں گے جن میں آخری مہدی (عج) ہوں گے۔
پھر فرمایا: اگر کوئی شخص رکن و مقام کے درمیان خدا کی عبادت کرتا ہوا مرجائے اور اس کے دل میں بغض اہل بیت(ع) ہو تو یقینا جہنم واصل ہوگا۔

امام حسین مظلوم

جیسا کہ امام حسین کے القاب میں سے ایک لقب ”مظلوم“ مشہور ہے بلکہ یہ لقب امام حسین کے نام کے ساتھ اتنا کثرت سے استعمال ہوتا ہے کہ جب لفظ ”مظلوم کربلا“ زبان پر آتا ہے یا کانوں سے سنائی دیتا ہے تو فوراً ذہن میں امام حسین ہی کا نام آجاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ کبھی کبھی سوال ہوتا ہے کہ کیا قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بھی امام حسین کا یہ لقب ثابت کیا جاسکتا ہے؟
جواب: قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اس میں ہر خشک و تر کا ذکر موجود ہے لیکن قرآن کریم میں موجود ہر خشک و تر کو وہ ہی بیان کرسکتا ہے جسے قرآن کریم کا پورا علم ہو، قرآن کریم میں کلّی احکامات کو بیان کیا گیا ہے جبکہ پیغمبر اسلام اور ائمہ اہل بیت(ع) مفسر و مبیّن قرآن کریم ہیں۔ انہی کے فرمودات کے مطابق ہم ایسی آیات کا مشاہدہ کرتے ہیں جن میں مظلومیت کا تذکرہ موجود ہے اور اہلبیت(ع) نے ان کی تفسیر بیان کی ہے۔
امام حسین کے اس مشہور و معروف لقب کی زیارت نامہ ، دعاؤوں اور احادیث میں بے حد تاکید کی گئی ہے مثلاً زیارت اربعین میں آیا ہے : ”السَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ الشَّهِيد۔۔۔“(23)
بعض مفسرین نے بھی روایات کو مدّنظر رکھتے ہوئے بعض آیات کو امام حسین پر تطبیق کیا ہے؛ مثلاً
۱۔ ﴿سَيَعْلَمُ الذينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾(24)
عنقریب ظالمین کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں گے۔
۲۔ ﴿ومَنْ قُتِلَ مَظلوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّه سُلْطَاناً﴾(25)
جو مظلوم قتل ہوتا ہے ہم اس کے ولی کو بدلے کا اختیار دیدیتے ہیں۔
یہ آیت لوگوں کے خون کو محترم اور ان کے قتل کی شدید حرمت بیان کرتے ہوئے متوجہ کررہی ہے کہ خبردار کسی کو مظلومانہ قتل نہ کرنا اگر کسی نے ایسا کیا تو یاد رکھو ان کے ولی اور وارث کے لئے حق قصاص ثابت و مسلم ہے۔ روایت میں یہ مفہوم شہادت امام حسین پر تطبیق کیا گیا ہے۔ کسی شخص نے امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا:
"هُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قُتِلَ مَظْلُوماً وَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُهُ وَ الْقَائِمُ مِنَّا إِذَا قَامَ طَلَبَ بِثَأْرِ الْحُسَيْن۔۔۔"
اس سے مراد حسین ہیں جو مظلومانہ قتل کئے گئے ہیں اور ہم ان کے وارث ہیں اور ہمارے قائم (حجة بن الحسن العسکری) ان کے انتقام کیلئے قیام کریں گے۔(26)

امام حسین ثاراللّٰہ

امام حسین کے القاب میں سے ایک لقب ”ثَارَ اللَّه“ مشہور ہے ، اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا قرآن کریم کی روشنی میں امام حسین پر اس لقب کا اطلاق کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب: کلمہ ”ثَارَ“ ، "ثأر" و "ثُؤره" سے ماخوذ ہے جس کے معنی انتقام، خون خواہی اور خون ہیں۔(27)
”ثَارَ اللَّه“ کے مختلف معنی بیان کئے گئے ہیں اور مجموعی طور پر اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان کا ولی ہے اور

وہی ان کے دشمنوں سے خون بہا چاہتا ہے اس لئے کہ کربلا میں امام مظلوم کے خون بہانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قاتلوں نے حریم و حرمت الٰہی سے تجاوز کیا ہے اور وہ خالق کائنات کے مدّ مقابل آگئے تھے بنابریں ان کے انتقام کا حق بھی خدا ہی کو حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اہل بیت(ع) عصمت و طہارت "آل اللہ" ہیں لہٰذا ان کے خون کا بدلہ بھی خدا ہی کے ذمّہ ہے۔(28)

پروردگار عالم قرآن پاک میں ارشاد فرمارہا ہے: ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظلوماً فَقَد جَعَلْنَا لِوَلِيّه سُلْطَاناً﴾(29)؛ جسے مظلومانہ قتل کیا گیا ہے ہم نے اس کے ولی کے لئے حق قصاص قرار دیا ہے۔

اور پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿اللّٰه وَلِيُّ الَّذِين اٰمَنُوا﴾(30)، خدا اہل ایمان کا ولی و سرپرست ہے۔

بلاشک اہل بیت(ع) مؤمنین اول ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کے بلند ترین درجہ پر فائز ہیں۔ لہٰذا خداوند عالم درحقیقت ان مقدس حضرات کا "ولی" و سرپرست ہے۔

دنیا میں کوئی بھی اگر مظلومانہ قتل کردیا جائے تو اس کے اولیاء اور متعلقین کو حق قصاص و خون بہا حاصل ہے۔ بنابریں کیونکہ امام حسین راہ خدا میں مظلومانہ شہید کئے گئے ہیں لہٰذا ان کا ولی و سرپرست ہونے کے ناطے وہ ہی منتقم خون حسین بھی ہے اگرچہ بظاہر ان کی آل و اولاد کیلئے حق قصاص محفوظ ہے۔(31)

یہ بات بھی بیان کردینا مناسب ہے کہ کلمہ "ثَارَ اللّٰه" امام حسین کی کئی زیارات میں استعمال ہوا ہے جیسے زیارت عاشور وغیرہ یہ مقدس زیارت محدّثین و راویوں کے نقل کے مطابق احادیث قدسی میں سے ہیں یعنی درحقیقت یہ الفاظ معصوم میں کلام خدا ہے۔(32)۔

حضرت امام حسین سنت کے آئینے میں

١۔ جوانان جنت کے سردار

احمد بن حنبل نے مسند میں ، بیہقی نے سنن میں،طبرانی نے معجمِ اوسط اور معجم کبیر میں ، ابن ماجہ نے سنن میں، سیوطی نے جامع الصغیر والحاوی اور الخصائص الکبریٰ میں، سنن ترمذی میں، مستدرک حاکم میں، علامہ ابن حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں، ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں، بُغوی نے مصابیح السنة میں، ابن اثیر نے اُسد الغابة میں، حموینی شافعی نے فرائد السمطین میں، ابوسعید نے شرف النبوّة میں، محب طبری نے ذخائر العقبی میں، ابن السمان نے اپنی کتاب الموافقہ میں، نسائی نے خصائص امیر المومنین میں، ابونعیم نے معروف کتاب "الحلية" میں خوارزمی نے مقتل میں، ابن عدی نے کامل میں، مِنادی نے کنوز الحقائق وغیرہ میں متعدد اسناد کے ساتھ صحابہ و اہل بیت مثلاً حضرت علی ، ابن مسعود، حذیفہ، جابر، حضرت ابوبکر و عمر، عبداللہ بن عمر، قرة، مالک ابن الحویرث، بریدہ ابن سعید خدری، ابو ہریرہ، اسامہ براء اور اَنس وغیرہ نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ حضّور سرور کائنات نے امام حسن و حسین(ع) کایہ کہہ کر تعارف کروایا: "الحسن والحسين سَيِّدا شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ"؛ حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اس سلسلے میں کثرت سے ان تمام حضرات سے وارد ہونے والی روایات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے بارہاامام حسن و امام حسین(ع) کا تعارف اس عظیم صفت کے ساتھ کرایا ہے۔

لہٰذا یاد رہے کہ امام حسن و امام حسین(ع) جنت کے سردار ہیں اور کوئی بھی ان کی مخالفت کرکے ان سے جنگ کرکے یا ان سے بغض و عداوت اور دشمنی کرکے جنت میں جانے کی توقع نہ رکھے۔

امام حسین محبوب پیغمبؐر

ایک مرد مؤمن کی نظر میں عظمت امام حسین کی معرفت کیلئے پیغمبؐر عظیم الشان اسلام کی یہی احادیث

کافی ہیں جن میں حضّور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا ہے: ”حُسَیْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَیْن“؛ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔

یعلی بن مرّہ کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام نے حسین کو گود میں اٹھا کر فرمایا: ”حُسَیْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَیْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَیْناً حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاط“(33)- حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور اللہ اسے محبوب رکھتا ہے جو حسین کو محبوب رکھتا ہے اور یاد رکھو! حسین میرے سبطوں میں سے ایک سبط ہے۔

بخاری، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔”حُسَیْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَیْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَیْناً حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاط“(34)؛ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اسے دوست رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا اور یاد رکھو حسن و حسین میرے اسباط میں سے دو سبط ہیں۔

”شرباصی“قاموس سے ”حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاط و أمَّة من الآمَمِ“ حسین میرے اسباط میں سے ایک سبط اور امتوں میں ایک امت ہے، نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: ”سِبْطٌ“کے معنی جماعت و قبیلہ ہیں اور شاید حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مقام و مرتبہ اور عظمت و رفعت کے اعتبار سے ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ان کا اجر وثواب ایک امت کے اجر و ثواب کی مانند ہے۔(35)

ابن اثیر جذری نے بھی اپنی معروف کتاب ”النِهَایَة“ میں اس حدیث کو مادۂ سبط میں نقل کیا ہے اور جملہ ”سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاط“ کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حسین کارخیر میں امتوں میں سے ایک امت ہیں۔

جبکہ مرحوم طریحی، مجمع البحرین میں ایک دوسرے معنی بھی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں "ممکن ہے کہ اس حدیث میں ”سِبْطٌ“ "قبیلہ" کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس سے مراد یہ ہو کہ نسل پیغمبر اسلام انہی سے قائم و دائم رہے گی اس لئے کہ ”سِبْطٌ“کے مختلف معنا میں سے ایک یہ بھی ہیں کہ ”سِبْطٌ“ اس درخت کو کہتے ہیں جس کی بیحد شاخیں ہوں۔

ابن عبدالبر اور مسلم و شبلنجی نے ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضّور سرور کائناتت نے حسؑن و حسؑین کے بارے میں فرمایا ہے:

”اللَّهُمَّ اِنّی اُحِبُّهما وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهما“؛ پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان لوگوں سے محبت فرما جو انہیں دوست رکھےـ(36)

بُغوی، ترمذی، سید احمد زینی، ابن اثیر اور نسائی نے اسامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: میں ایک شب کسی طلب حاجت کیلئے آنحضرت کے حضور گیا۔ حضّور باہر تشریف لائے اور ان کی عباء میں کوئی چیز تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کیا ہے؟ میں نے اپنی حاجت بیان کرنے کے بعد سوال کیا اے حبیب خدا یہ کیا ہے؟ حضّور نے کچھ کہے بغیر اس کے اوپر سے عباء ہٹادی، دیکھا کہ حسؑن و حسؑین ہیں؛ فرمایا:”هذان اِبنَایَ وَ اِبنَا ابنَتِی اللَّهمَّ اِنّی اُحِبُّهما فَاَحِبَّهما و أحِبَّ مَنَ یُحِبُّهما“؛ یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے فرزند ہیں پروردگار یہ مجھے بہت عزیز ہیں جو انہیں عزیز رکھے تو بھی انہیں عزیز رکھ۔

جناب ترمذی نے اس روایت کو براء سے بھی نقل کیا ہے۔(37)

ترمذی و بغوی نے أنس سے روایت نقل کی ہے کہ جب پیغمبر اکرم سے سوال ہوا کہ آپ اپنے اہل بیت(ع) میں زیادہ محبت کس سے کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: حسؑن و حسؑین سے۔

سیوطی و مناوی نے بھی نقل کیا ہے:"أَحَبُّ أَهلِ بَیتی اِلَیَّ الحَسَنُ والحُسَینُ"(38)۔
ترمذی و بغوی نے جناب أنس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: "اُدْعِی لِی اِبنَیَّ فَیَشُمُّهما و یَضُمُّهما الیه"(39) اے بیٹی میرے بیٹوں حسؑن و حسیؑن کو بلاؤ، جب وہ آئے تو آنحضرؐت انہیں لپٹا کر پیار کرتے اور استشمام کرتے۔
اسی طرح احمد ابن حنبل، ابن ابی شیبہ، صَبان، محب طبری وغیرہ نے امام حسین سے پیمبر گرامی قدر کی محبت وا لفت اور والہانہ عشق و عقیدت کے بارے میں بیحد احادیث نقل کی ہیں۔
یہ تمام وہ روایات ہیں جن میں امام حسین سے محبت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور محبت کا حکم دیا ہے اِسی طرح کی ایک روایت محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں اس انداز سے نقل کی ہے۔
وہ احمد ابن حنبل یعلی بن مّرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسن و حسین(ع) اپنے جدّ بزرگوار سرورکائنات کی خدمت میں مشرف ہونے کیلئے دوڑے دوڑے آئے ان میں ایک دوسرے سے پہلے پہنچ گئے حضور نےفوراً انہیں گود میں لیکر اپنے سینہ سے لپٹالیا اور پیار کرنے لگے اورپھر دوسرے فرزند پہنچے تو آنحضرؐت نے انہیں بھی اسی طرح اٹھا کر سینے سے لگا کر پیا رکیا اور پھر فرمانے لگے:
"اِنّی أُحِبُّهما فَأَحِبُّوهما" میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں تم لوگ بھی ان سے اسی طرح محبت کرو۔
اور دوسری وہ روایات ہیں جن میں امام حسین سے بغض کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ ابن حجر ہیثمی اپنی معروف کتاب صواعق میں ہارون رشید سے اور وہ اپنے بزرگوں اور ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا ہے:"مَن أحَبَّ الحسن و الحسین فقد أَحَبَّنِی و مَنْ أَبْغَضَهما فَقد أَبْغَضَنِی"؛ جو حسن و حسین سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔(40)
اس روایت میں دو نکتے قابل فہم ہیں اور وہ یہ ہے:
١۔ گویا پیغمبر اسلام یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ محبت حسین ، محبت رسول اکرم کی علامت ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو حسین سے محبت رکھنا اس لئے کہ مجھ سے محبت و عقیدت کا دارو مدار حسین کی محبت پر ہے۔
اسی طرح حسین سے دشمنی، پیغمبر اسلام سے دشمنی کی علامت ہے، جو بھی حسین کا دشمن ہے، حسین کے مشن کا دشمن ہے ، حسین کی عزاداری کا دشمن ہے اور حسین کی تعلیمات کا دشمن ہے وہ گویا پیغمبر اسلام کے مشن اور ان کی تعلیمات کا دشمن ہے لہٰذا اگر محبت رسول کا دعویٰ ہے تو یہ دیکھ لو کہ دل میں حسین کی کتنی محبت ہے!؟
٢۔ در حقیقت امام حسین سے دشمنی پیغمبر اسلام سے دشمنی ہے لہٰذا خبردار کیا گیا ہے کہ دشمنان حسین سے بھی محبت نہیں رکھنی چاہیے جو لوگ حسین کے دشمن ہیں چاہے وہ تاریخ کے کسی دور میں بھی ہوں خود ان سے بھی محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک طرف حسین سے محبت کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف امام حسن و حسین کے دشمنوں کی محبت کو دلوں میں جگہ دے رکھی ہو یہ دونومتضاد چیز ہیں محبت حسؑین نور ہے اور بغض حسیؑن تاریکی ہے، محبت حسیؑن ہدایت ہے اور بغض حسیؑن گمراہی ہے۔ لہٰذا محبت حسؑین کے ساتھ ساتھ اس بات کا خیال رہے کہ دل میں ان کے دشمنوں کی محبت نہ آنے پائے۔
مسند احمد میں ہارون رشید کی بیان کردہ دو احادیث میں سے ایک کی عبارت کچھ اس طرح نقل ہوئی ہے:
"الحسنُ والحسینُ مَنْ أحَبَّهما فَفِی الجَنَّة و مَنْ أَبغَضَهما فَفِی النَّار"؛ جس نے حسؑن و حسیؑن کو دوست رکھا

وہ اہل بہشت میں سے ہے اور جس نے ان سے عداوت و دشمنی کی وہ اہل جہنم سے ہے۔(41)

محبت حسیؑن کی عظمت و فضیلت اور بغض حسیؑن کی مذمت:

محبت و بغض حسیؑن کے سلسلہ میں وارد ہونے والی ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت حسیؑن کی فضیلت یہ ہے کہ ان کی محبت پیغمبر اسلام کی محبت ہے، ان کی محبت خدا کی محبت ہے اگر کوئی خدا پر یقین رکھتا ہے اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے، پیغمبر اسلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا ہے اور ان سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ امام حسین سے محبت رکھے ان کا مطیع و فرمانبردار رہے ان کی پاکیزہ سیرت کو اپنے لیے نمونہ حیات قرار دے ورنہ محبت حسیؑن سے دل کو خالی رکھ کر اعلان توحید و رسالت پیغمبؐر فقط ایک دعویٰ ہی رہے گا اور اس کی کوئی حقیقت نہ رہے گی اور نہ ہی یہ عقیدہ توحید و رسالت اس شخص کو کوئی فائدہ ہی پہنچا سکے گا۔

اسی طرح ان تمام روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بغضِ حسیؑن اور ان سے عداوت و دشمنی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

حسیؑن سے عداوت و دشمنی کرکے ان روایات کی روشنی میں وہ مسلمانوں کا سربراہ ہونا تو بہت دور کی بات ہے اسلام و قرآن کریم اور مزاجِ توحید و لسان وحی کے مطابق مسلمان کہلائے جانے کے قابل بھی نہیں ہے بلکہ دشمن حسین ، دشمن پیغمبر اسلام اور دشمن خدا ہے اور روز محشر اس کا وہ ہی انجام ہونے والا ہے جو خدا رسول کے دشمنوں کا ہوگا۔

امام حسین راکب دوش رسالت

امام حسین کے فضائل و مناقب بیان کرنے والی بعض روایات میں اس طرح بھی نقل ہوا ہے پیغمبؐر امام حسن و حسین کو اپنے کاندھوں پر سوار کرکے لوگوں کے سامنے لیکر آتے اور ان کا تعارف کراتے تاکہ لوگ اچھی طرح ان کے مقام و مرتبہ کو پہچان لیں مثلاً: ایک مرتبہ حضوؐر سرورکائنات، سرکار رسالت اس انداز سے گھر سے باہر تشریف لائے کہ دائیں کاندھے پر حسؑن اور بائیں کاندھے پر حسیؑن تھے اور آنحضرتؐ کبھی امام حسن کو پیار کرتے اور کبھی امام حسین کو پیار کرتے اور اسی انداز سے لوگوں کے درمیان آئے اور پھر فرمایا: جس نے انہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

اس سلسلہ میں اہل سنت کے بہت سے علماء مثلاً: علامہ حجر عسقلانی نے ابوہریرہ سے اسی طرح دیگر افراد نے ابن مسعود، جابر اور انس وغیرہ سے پیغمبر اسلام کے امام حسین سے اس انداز محبت کو نقل کیا ہے۔(42)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے مسلسل امام حسن و امام حسین(ع) کو اپنے کاندھے پر سوار کیا ہے اور ان کی عظمت و فضیلت کا قصیدہ پڑھا ہے۔ یہاں تک کہ یہ حضرات نماز و دیگر حالات میں بھی سوار دوش رسالت ہوتے تھے لیکن پیغمبرؐ نے کبھی انہیں منع نہیں بلکہ لطف و محبت کا اظہار کرتے اور لوگوں کو بھی ان سے محبت و دوستی کا حکم فرماتے تھے۔

ابو سعید نے "شرف النبوّة" میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ تشریف فرما تھے کہ حسؑن و حسیؑن ان کی طرف آئے پیغمبر اسلام نے جیسے ہی انہیں دیکھا، کھڑے ہوگئے اور انہیں گود میں لیکر اپنے کاندھوں پرسوار کرلیا، پھر فرمایا: " نِعْمَ المَطِیُّ مَطِیَّتُکما، و نِعمَ الرَّاکبانِ أنْتُما"(43)؛ کتنی اچھی سواری ہے یہ، اور کتنے اچھے سوار ہو تم۔

شبلخی نے اس طرح روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرؐت کا حسن و حسین(ع) کے پاس سے گزر ہوا تو سرکار رسالت نے اپنی گردن مبارک جھاو کر انہیں اپنے دوش مبارک پر بٹھالیا اور فرمایا: "کتنی اچھی ہے ان کی سواری اور کتنے اچھے ہیں یہ سوار"(44)

جمال الدین زرندی حنفی، ترمذی اور ابن حجر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب سرکار رسالت، حضؐور سرورکائنات نے حسیؑن کو اپنے دوش پر سوار فرمایا تو ایک شخص دیکھ کر کہنے لگا: واہ! کیا سواری ہے!
پیغمبر نے فوراً فرمایا: ”نِعمَ الرَّاکب ھوَ“(45)
تم نے سواری دیکھی ہے کہ کتنی اچھی ہے ارے سوار بھی تو دیکھو کتنا اچھا ہے!
زرندی جو کہ اہل سنت کے عظیم عالم محدث و حافظ ہیں، نے اپنی معروف کتاب در رالسمطین میں جابر، سعد اور انس وغیرہ سے بھی دیگر روایات نقل کی ہیں۔

امام حسین ریحانۂ پیغمبر

اہل سنت کے بعض مشہور و معروف محدثین نے حضرت علؑی، ابن عمر، ابو ہریرہ ، سعید بن راشد اور ابوبکر وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضوؐر سرورکائنات نے فرمایا: ”اِنّ الحسن والحسین ھمٰا رَیْحٰانَتٰای مِنَ الدُّنیا“؛حسؑن و حسیؑن دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔
یہ حدیث مختلف الفاظ سے کثرت سے وارد ہوئی ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرؐت نے مکرر یہ بھی فرمایا ہے(46)اورر اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یاد رکھو یہ میرے پھول ہیں لہٰذا امّت کو چاہیے کہ انہیں پھول کی طرح رکھیں لیکن افسوس! آنحضرؐت کے چلے جانے کے بعد کسی نے ایک پھول کے جنازے پر تیر برسائے اور دوسرے پھول کی پتیوں کو کربلا کے صحرا میں ظلم و ستم کے ذریعہ مسل دیا گیا۔
سعید بن راشد نقل کرتے ہیں: حسن و حسین دوڑتے ہوئے پیغمبر اسلام کے پاس آئے تو پیغمبؐر نے فوراً ایک کو ایک گود میں اور دوسرے کو دوسری گود میں اٹھالیا اور فرمایا: ”ھذان رَیْحٰانَتَا یَ مِنَ الدّنیا مَنْ أَحَبَّنِی فَلْیُحِبُّھمٰا“(47)؛ ”یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ انہیں محبوب رکھے۔“

امام حسین شبیہ پیغمبر

بخاری و ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب سر امام حسین کو عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ایک طشت میں رکھا گیا۔ ابن زیاد تلوار یا چھڑی امام حسین کی نازنین آنکھوں اور چہرے پر لگاتا اور ان کی خوبصورتی بیان کرتا یہ دیکھ کر انس کہنے لگے: اے ابن زیاد! یہ اہل بیت میں سب سے زیادہ پیغمبر اسلام کی شبیہ تھے۔(48)

محبت امام حسین واجب ہے

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ محبت حسیؑن کے واجب ہونے کے بارے میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ محبت حسین کسی قوم قبیلہ کے ذاتی جذبات نہیں ہیں بلکہ دنیا کے ہر مسلمان کو یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ پروردگار عالم کی طرف سے لسان وحی کے ذریعہ محبت حسین کو واجب قرار دیا گیا ہے۔
ابن عبدالبر، ابو حاتم اور محب طبری عبداللہ ابن عمر سے ایک حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں: ”من أَحَبَّنِی فَلْیُحَبَّ ھذَینِ“(49)؛ جو مجھے سے محبت کرتا ہے اُسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔

امام حسین کی مدد واجبات میں سے ہے

امام حسین کی محبت کی فضیلت و مذمت بغض کے علاوہ محبت حسین کو واجب قرار دینے والی روایات اور امام حسین کی مدد کرنے کا حکم دینے والی بیشمار روایات و احادیث سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اگر بعض بزرگ مسلمان حضرات حکومت یزید کو شرعی حکومت نہ سمجھتے اور مظلوم کربلا کی مدد کرتے تو آج تاریخ

اسلام ہرگز مشکلات کا شکار نہ ہوتی۔ امام حسین کی مدد کیلئے قدم نہ بڑھانے والوں پر آج تک یہی سب سے بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرؐم کی مسلسل و متواتر احادیث کے باوجود انہوں نے مال و دولت یا خوف وہراس کی وجہ سے امام حسین   سے منہ موڑ کر یزید کے شانہ بشانہ ہوگئے۔

صحرائے کربلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر رکاب امام حسین میں شہید ہونے والوں میں سے ایک انس ابن الحارث بن نبیہ ہیں ان کے والد بزرگوار اصحابِ پیغمبر اسلام اور اصحاب صفہ میں سے ایک ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضوؐر سرورکائنات سے سنا ہے جبکہ حسیؑن آپ کی آغوش ِ مبارک میں موجود تھے:"اِنّ ابْنِی ھذا یُقْتلُ فی أرضٍ یُقالُ لها العِرَاقُ فَمَن اَدرَکَه فَلْیَنْصُره"؛

یا دکھو ، میرا یہ بیٹا سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا لہٰذا جو بھی اسے درک کرے اس کی مدد کرے۔

کنز العمال میں یہ حدیث انس بن الحارث سے ان الفاظ میں نقل ہوئی ہے: "اِنّ ابنِی ھذا یُقتَلُ بأرضٍ من العراق یُقَالُ لها کربلاءَ فَمَنْ شَھِدَ ذالک مِنھم فَلْیَنصُرْه "؛ میرا یہ بیٹا سرزمین عراق پر کربلا میں شہید کیا جائے گا۔خوارزمی ایک طویل خبر کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسین ، ابن عباس کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں دختر اسلام کا پارۂ جگر ہوں؟

عرض کی : جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے آپ ہی فرزند رسول ہیں اور آپ ہی کی مدد نماز روزہ و زکات کی طرح واجب ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر قابل قبول نہیں ہیں۔

فرمایا: پس اے ابن عباس اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو دختؐر پیغمبؐر کے لال کو ترک وطن پر مجبور کردے اور حرم رسوؐل، مسجد نبیؐ سے دور کردے اور انہیں اس طرح دربدر کیا جائے کہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ باقی نہ رہے اور ان کی ان تمام تر سختیوں کا ہدف صرف فرزند رسول کو قتل کرنا ہو حالانکہ ان کا کوئی جرم بھی نہ ہو، نہ شرک کیا ہو اور نہ ہی خدا کے علاوہ کسی کو اپنا سرپرست قرار دیا ہو اور نہ ہی سیرت پیغمبؐر اور ان کے برحق جانشینوں کی مخالفت کی ہو؟

ابن عباس نے کہا: انہیں کافر ہی کہا جاسکتا ہے۔ اگر وہ نماز پڑھیں گے تو ان کی نماز ریاکاری ہے اور ان پر خدا کا بڑا عذاب نازل ہوگا۔

لیکن اے اباعبؑداللہ آپ پسر پیغمبؐر اسلام، فرزند وصؐی پیغمبؐر اور فرزند زہؑرا ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو بھی آپ کی مدد سے گریز کرے اور کنارہ کشی کرے گا آخرت میں اسے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

یہ سن کر امام حسین   نے فرمایا: پروردگار گواہ رہنا۔

ابن عباس کہنے لگے: آپ پر جان قربان! گویا آپ مجھے اپنی شہادت کی خبر سنار ہے ہیں، اور مجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ خدائے یکتا کی قسم، اگرآپ کی رکاب میں تلوار اٹھاؤں اور اس قدر تلوار چلے کے ٹوٹ جائے اور میرے ہاتھ قلم ہوجائیں تب بھی میں یہ سمجھوں گا کہ اب بھی آپ کا حق ادا نہ کرسکا میں ابھی آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں آپ جو حکم دیں گے میں آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔

اسی روایت کے ضمن میں عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اسلام سے سنا ہے: "حسین مقتول فَلَئِن خَذَلُوه وَلَمْ یَنْصُرُوه لَیَخْذُلَنَّھم اللّٰه اِلی یوم القیامَة"؛ میرا لال حسین قتل کیا جائے گا پس جس نے بھی اسے چھوڑد یا اورر اس کی مدد نہ کی تو خدا قیامت تک ان کی مدد نہ کرے گا۔

حوالہ جات:

(1)۔ سورہ اِحزاب۳۳۔

(2). حسینی مرعشی، احقاق الحق، ج۲، ص۵۰۲، ۵۷۳؛ موحد ابطحی، آیه تطهیر فی احادیث الفریقین، ج۱، ص۲.

(3). نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، ج۳ ، ص ۲۵.

(4). صحیح مسلم، ج۷، ص ۱۳۰؛ مصابیح السنه ، ج۲، ص ۲۷۸؛ ذخائر العقبیٰ، ص ٢٤.

(5). اسد الغابة ج۲، ص ۲۰

(6). جامع البیان ج۱۲، ذیل آیه.

(7). هیثمی؛ مجمع الزوائد ج۹، ص ١٦٥و ١٦٧.

(8). مسلم نیشاپوری، صحیح مسلم، ج۷، ص ۱۳۳.

(9). الدرالمنثور، ج٦، ذیل آیه.

(10). جامع البیان، ج۱۲، ذیل آیه؛ الدرالمنثور ج٦، ذیل آیه؛ تفسیر القرآن کریم العظیم ج۳، ذیل آیه.

(11). خوارزمی، مقتل الخوارزمی، ج۲، ص ٦١.

(12). بجتر افندی: تاریخ آل محمد (طبع آفتاب، ص ٤٢)

(13). حضرمی: القول الفصل، ج۱ ، ص ٤٨.

(14). قاضی نور الله شوستری، ج۳، ص ٦٢. ٤٦ و ملحقات احقاق الحق ج۱۰، ص ۹۱. ۷۰

(15). واحدی، اسباب النزول، ص ۵۹.

(16). سوره شوریٰ آیه ۲۳.

(17). احیاء ا لمیت، ج۲؛ الاتحاف، ص ۵؛ صواعق ص ١٦٨؛ الأکلیل، ص ۱۹۱؛ الغدیر ج۲ ، ص۳۰۷؛ خصائص المبین، ج۵، ص ۵۲ تا ۵۵؛ عمده ابن بطریق، ف ۹ ، ص ۲۳ تا ۲۵.

(18). نظم در رالسمطین، ص ۱۸؛ اسعاف الراغبین، ص ۱۲۱؛ الاتحاف ص ۲۹؛ صواعق، ص١٤٨.

(19). نساء، آیه٦٩.

(20). قمی رازی، کفایة الاثر، ص ۱۸۳؛ علامه مجلسی، بحار،ج، ۳۴، ص۳۴۷، ح۲۱٤؛ بحرانی، البرہان، ج۱،ص ۳۹۲ ، ح۳.

(21). سوره زخرف ، آیه۲۸.

(22). قمی رازی، کفایة الاثر، ص ٧٦؛ علامہ مجلسی، بحار، ٣٦، ص۳۱۵، ح١٦٠؛ بحرانی، البرهان، ج٤، ص١٤٠، ح۹.

(23). تهذیب، ج٦، ص ۱۱۳؛ مفاتیح الجنان، ص ۸٤٨؛ بحار الانوار، ج٤٤، ص۲۱۸. ۲۱۹. ۲۹۸؛ ج۵۱ ص ۳۰؛ ینابیع المودّة، ج۳، ص ۲٤۳؛ تاویل الآیات الظاهرة فی فضائل العترة الطاهرة ج۱، ص ۲۸۰.

(24). سوره شعراء، آیه۲۲۷.

(25). سوره اسراء، آیه۳۳.

(26). تفسیر نور الثقلین، ج٤، ص ۱۸۲.

(27). مجمع البحرین، ج۱، ص۲۳۷؛ فرهنگ فارسی، ج۱، ص ۱۱۸۵؛ مفردات راغب، ص۸۱.

(28). درسهائی از زیارت عاشورا، ص ١٤؛ شرح زیارت عاشور، ص ۳۵.

(29). سوره اسراء، آیه۳۳.

(30). سوره بقره، آیه ۲۵۷.

(31). سوره اسراء، آیه ۳۳.

(32). مفاتیح الجنان، ص ۸۳۸؛ مصباح المتهجد، ص ۷۲۰؛ کامل الزیارات، ص۳۲۸؛ اقبال الاعمال، ص ۳٤۱.

(33)۔ سنن ابن ماجه، ج۱، ص ٦٥؛ مصابیح السنة، ج۲، ص ۲۸۱؛ ترمذی ، ج۱۳، ص ۱۹۵ و ۱۹٦؛ اُسد الغابة، ج۵، ص ۱۳۰ و۵۷٤ و ج۲ ص۱۹؛ کنز العمال ، ج٦، ص ۲۳۳ و ج۳ ،ص ۳۹۵ ؛ مطالب السؤل، ص۷۱۔

(34)۔ الجامع الصغیر، ج۱، ص۱٤۸؛ کنزالعمال ج٦، ص۲۲۳ ح۲۹۵۳؛ امالی الشریف المرتضیٰ، ج۱، ص ۲۱۹۔

(35)۔ حفیدة الرسول، ص ٤۰۔

(36)۔ الاستیعاب،ج۱، ص ۳۷٦؛ نور الابصار، ص۱۰٤؛ السیرة النبویة ، ج۳، ص۳٦۸۔

(37)۔ مصابیح السنة، ج۲، ص ۲۸۰؛ ترمذی، ج۱۳، ص ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۸؛أسد الغابة، ج۲ ، ص ۱۱؛ خصائص نسائی، ص ۵۲و ۵۳۔

(38)۔ مصابیح السنّة ، ج۲، ص ۲۸۱؛ ترمذی، ج۱۳، ص۱۹٤؛ الجامع الصغیر، ج۱، ص ۱۱، کنوز الحقایق، ج۱، ص۱۱؛ ذخائر العقبیٰ ، ص ۱٤۳؛نورالابصار، ص ۱۱٤۔

(39)۔ ایضاً۔

(40)۔ ابن حجر عسقلانی، صواعق، ص ۹۰؛ بحار الانوار، ج٤۳، ص ۳۰۳۔

(41)۔ مسند احمد، ج۲ ، ص۲۸۸۔

(42)۔ الاصابة ج۱، ص ۲۳۰، ح۱۷۱۹؛ الجامع الصغیر، ج۲ ، ص ۱۱۸؛ ذخائر العقبیٰ، ص۱۲۳و ۱۳۲۔

(43)۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۳۰۔

(44)۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۳۰۔

(45)۔ ترمذی، ج۱۳، ص ۱۹۸و ۱۹۹؛ نظم در رالسمطین، ص۲۱۲؛ صواعق، ص۱۳۵۔

(46)۔ صحیح بخاری، ج۲، ص ۱۸۸؛ ترمذی، ج۱۳، ص ۱۹۳؛ اسد الغابة، ج۲، ص ۱۹؛ الاصابة، ج۱، ص۳۳۲؛ مصابیح السنة ،ج، ص۲۷۹ و۲۸۰؛ کنوز الحقائق، ج۱، ص ٦۳و٦۷و ج۲، ص ۱۵۱؛ خصائص نسائی ص ۵٤؛ کنزالعمال، ج٦، ص ۲۲۰، ح۳۸۷٤ و ص۲۲۱، ح۳۹۱۲؛ نظم در رالسمطین، ص۲۱۲؛ مطالب السؤل ص۵٦؛ صواعق ص ۱۹۱۔

(47)۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۲٤۔

(48)۔ صحیح بخاری، ج۲، ص ۱۸۸؛ اسد الغابة، ج۲، ص ۲۰؛ البدء والتاریخ، ج٦، ص ۱۱۔

(49)۔ الاصابة، ج۱، ص۳۳۰۔۱۷۱۹؛ ذخائر العقبیٰ، ص۱۲۳۔